

رسائل و مسائل

قرآن کی آیات سے قادیانیوں کا غلط استدلال

سوال : میں نے آپ کی بہت سی تحریروں کا مطالعہ کیا، لیکن مرزائی جس آیت سے استدلال کرتے ہیں اس پر آپ کا کوئی تبصرہ نہیں دیکھا۔ یہ سورہ اعراف کی آیت ۳۵ یا ۳۶ ہے **يَذَرْنِي اَدَمَ اٰتَمًا يٰٓاَتِيْنٰكُم مِّنْ سُلٰلٰتٍ مِّنْكُمْ**۔ یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ قرآن میں بنی آدم کو خطاب کر کے فرمایا جارہا ہے کہ تم میں سے رسول آئیں گے۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ کے بعد انبیاء کی آمد کا راستہ کھلا ہے۔ قادیانیوں کے اس استدلال کا کیا جواب ہے؟ اسی طرح وہ سورہ مومنون کی آیت ۵۱ اور حدیث ابو عاصیٰ ابراہیم لکان نبیثا سے بھی دلیل لاتے ہیں۔ ان کے جواب میں کیا کہا جاسکتا ہے؟

جواب : سورہ اعراف کی آیت ۳۵ کو اس کے سیاق و سباق سے الگ کر کے جو نتیجہ نکالا جاتا ہے **اَوَلٰی تَوَدُّ اَنْ سَلَفُنَا یُکْفِرَ بِالْکَلِمِ الْبَرِّ** کے بالکل برعکس ہے جو سلسلہ کلام میں اسے لکھ کر دیکھنے سے نکلتا ہے۔ پھر اس مضمون کی جو دوسری آیات قرآن مجید میں ہیں وہ بھی قادیانیوں کی تفسیر سے مختلف ہیں۔ مزید برآں قادیانیوں سے پہلے گزشتہ تیرہ سو برس میں کسی نے بھی مذکورہ بالا آیت کا یہ مطلب نہیں لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہنے کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔ میں ان تینوں نکات کی الگ الگ تشریح کیے دیتا ہوں تاکہ قادیانی استدلال سے دھوکا کھانے کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

۱۔ سورہ اعراف میں یہ آیت دراصل قصہ آدم و حوا کے سلسلے میں آئی ہے جو رکوع دوم کے آغاز سے رکوع چہارم کے وسط تک مسلسل بیان ہوا ہے۔ پہلے رکوع دوم میں پورا قصہ بیان کیا گیا ہے اور اس کے بعد رکوع سوم و چہارم میں ان نتائج پر تبصرہ کیا گیا ہے جو اس قصے سے نکلتے ہیں۔ اس سیاق و سباق کو ذہن میں لکھ کر آپ آیت ۳۵ کو پڑھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ”یا بنی آدم“ کے الفاظ سے مخاطب

کر کے جو بات کہی گئی ہے اس کا تعلق آغازِ آفرینش کے وقت سے ہے نہ کہ نزولِ قرآن کے وقت سے۔
بالفاظِ دیگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آغازِ آفرینش ہی میں اولادِ آدم کو اس بات پر قنہ کر دیا گیا تھا کہ
تمہاری نجات اُس ہدایت کی پیروی پر موقوف ہے جو خدا کی طرف سے بھیجے جانے والے انبیاء کے
ذریعہ سے آئے۔

۲۔ اس مضمون کی آیات قرآن مجید میں تین مقامات پر آئی ہیں، اور تینوں مقامات پر فقہِ آدم و حوا
کے سلسلے ہی میں اس کو وارد کیا گیا ہے۔ پہلی آیت سورۃ بقرہ میں ہے (آیت ۳۸)۔ دوسری آیت
سورۃ اعراف میں ہے (آیت ۳۵)۔ تیسری آیت سورۃ طہ میں ہے (آیت ۱۲۳)۔ ان تینوں آیتوں کا
مضمون بھی باہم مشابہ ہے اور موقع و محل بھی مشابہ۔

۳۔ مفسرینِ قرآن دوسری آیتوں کی طرح سورۃ اعراف کی اس آیت کو بھی فقہِ آدم و حوا ہی سے متعلق
قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اس آیت کے متعلق ابوسیار السبکی کا قول نقل
کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”اللہ تعالیٰ نے یہاں حضرت آدمؑ اور ان کی زوجیت کو یکجا اور ایک ہی وقت میں خطا
کیا ہے۔“ امامِ رازی اپنی تفسیر کبیر میں اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ ”اگر خطاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی
طرف ہوا حالانکہ وہ خاتم الانبیاء ہیں، تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ یہاں امتوں کے بارے میں
اپنی سنت بیان فرما رہا ہے۔“ علامہ آلوسی اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ ”یہاں ہر قوم کے ساتھ
جو معاملہ پیش آیا ہے اسے حکایت بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں بنی آدم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
مراد لینا مستبعد اور ظاہر کے خلاف ہے۔ کیونکہ یہاں جمع کا لفظ ”رُسُل“ استعمال ہوا ہے۔“ علامہ آلوسی
کے ارشاد کے آخری حصے کا مطلب یہ ہے کہ اگر یہاں خطاب امتِ محمدیہ سے ہو تو پھر اس امت کو یہ
نہیں کہا جاسکتا تھا کہ ”اگر کبھی تم میں سے رسول آئیں“ کیونکہ اس امت میں ایک سے زائد رسولوں
کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آیت یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا صَالِحِينَ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ
(المومنون ۵۱) کو بھی اگر اس کے سیاق و سباق سے الگ نہ کیا جائے تو اس سے وہ مطلب نہیں نکالا جا
سکتا جو قادیانی حضرات نے نکالا ہے۔ یہ آیت جس سلسلہ کلام میں وارد ہوئی ہے وہ رکوع دوم سے مسلسل
چلا آ رہا ہے۔ اس میں حضرت نوح سے لے کر حضرت عیسیٰ بن مریمؑ تک مختلف زمانوں کے انبیاء اور ان کی

قوموں کا ذکر کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ ہر جگہ اور ہر زمانے میں انبیاء علیہم السلام ایک ہی تعلیم دیتے رہے ہیں۔ ایک ہی ان سب کا طریقہ رہا ہے اور ایک ہی طرح سے ان سب پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا رہا ہے۔ اس کے برعکس گمراہ قومیں ہمیشہ خدا کے رستے کو چھوڑ کر غلط کاری میں مبتلا رہی ہیں۔ اس سلسلہ بیان میں یہ آیت اس معنی میں نہیں آئی کہ "اے رسولو، جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آنے والے ہو، پاک رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔" بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تمام رسولوں کو، جو نوح علیہ السلام کے وقت سے اب تک آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہی ہدایت فرمائی تھی کہ پاک رزق کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

اس آیت سے بھی مفسرین قرآن نے کبھی یہ مطلب نہیں لیا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انبیاء کی آمد کا دروازہ کھولتی ہے۔ اگر کوئی مزید تحقیق و اطمینان کرنا چاہے تو مختلف تفسیروں میں اس مقام کو دیکھ سکتا ہے۔

حدیث ثَوْعَانِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ كَانَ نَبِيًّا سَعَادِيًّا فِي حَضْرَةِ جِوَسْتَلَالِ كَرْتِي هِي وَهْ جَارِ وَجُوهِ سَعْلَطِي۔

اول یہ کہ جس روایت میں اسے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے اس کی سند ضعیف ہے اور محدثین میں سے کسی نے بھی اس کو قوی تسلیم نہیں کیا ہے۔

دوم یہ کہ ثَوْعَانِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ جیسے اکابر محدثین اس مضمون کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں۔ امام ثَوْعَانِ اپنی کتاب "تہذیب الاسماء واللغات" میں لکھتے ہیں:

اما ما روى عن بعض المتقدمين ثوعان ابن ابراهيم كان نبيا فباطل وجسا رثة على الكلام على المغيبات ومجازفة وهجوم على عظيم۔

"یہی وہ بات جو بعض متقدمین سے منقول ہے کہ اگر ابراہیم زندہ ہوتا تو نبی ہوتا۔"

تو وہ باطل ہے اور غیب کی باتوں پر کلام کرنے کی بے جا جسارت ہے اور بے سوچے سمجھے ایک بڑی بات منہ سے نکال دینا ہے۔

اور علامہ ابن عبد البر "تہذیب" میں لکھتے ہیں:

لا ادري ما هذا فقد ولد نوح عليه السلام غير نبى ولو لم يلد

النبي الا نبيا لكان كل احد نبيا لانهم من نوح عليه السلام۔

”میں نہیں جانتا کہ یہ کیا مضمون ہے۔ نوح علیہ السلام کے اُن غیر نبی اولاد ہو چکی ہے۔ حالانکہ اگر نبی کا بیٹا نبی ہی ہونا ضروری ہوتا تو آج سب نبی ہوتے۔ کیونکہ سب کے سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔“

سو ہم یہ کہ اکثر روایات میں اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے بعض صحابیوں کے قول کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے اور وہ اس کے ساتھ یہ تصریح بھی کر دیتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے صاحبزادے کو اٹھالیا۔ مثال کے طور پر بخاری کی روایت یہ ہے:

عن اسمعيل بن ابي خالد قال قلت لعبد الله بن ابي آوفى سألني ابراهيم بن النبي صلي الله عليه وسلم ؟ قال مات صغيراً ولو قضى أن يكون بعد محمد صلي الله عليه وسلم بنو عاص ابنه ولكن لا تبي بعداً (بخاری، کتاب الادب، باب من سمي باسم الانبياء)

”اسمعيل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن ابی آوفی (صحابی) سے پوچھا کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کو دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا وہ بچپن ہی میں مر گئے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہو تو آپ کا صاحبزادہ زندہ رہتا، مگر حضور کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے۔“

اسی سے ملتی جلتی روایت حضرت انسؓ سے بھی منقول ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ولو بقي لكان نبياً لكن لم يبق لان نبیکم آخر الانبياء (تفسیر روح

المعانی - جلد ۲۲ صفحہ ۳۰) -

”اگر وہ زندہ نہ جاتے تو نبی ہوتے، مگر وہ زندہ نہ رہے کیونکہ تمہارے نبی آخری نبی ہیں۔“

چہاں ہم یہ کہ اگر بالقرن صحابہ کرام کی یہ تصریحات بھی نہ ہوتیں، اور محدثین کے وہ اقوال بھی موجود نہ ہوتے جن میں اس روایت کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حیثیت سے منقول ہوئی ہے، ضعیف اور ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے، تب بھی وہ کسی طرح قابل قبول نہ ہوتی، کیونکہ یہ بات علم حدیث کے مستمل اصولوں میں سے ہے کہ اگر کسی ایک روایت سے کوئی ایسا مضمون نکلتا ہو جو بکثرت صحیح احادیث کے خلاف

پڑتا ہو تو اسے قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اب ایک طرف وہ کثیر التعداد صحیح اور قوی السند احادیث ہیں جن میں صاف صاف تصریح کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اور دوسری طرف یہ اکیلی روایت ہے جو باب نبوت کے کھلے ہونے کا امکان ظاہر کرتی ہے۔ آخر کس طرح جائز ہے کہ اس ایک روایت کے مقابلے میں ان سب روایتوں کو ساقط کر دیا جائے؟

تفہیم القرآن کے ایک مقام کی توضیح

سوال :- فادع لنا ربك يخرج لنا مما تنبت الارض وبصلها

(البقرہ - تفہیم القرآن جلد اول ص ۸۰ رکوع - ۶)

آپ نے اس آیت کا ترجمہ یوں کیا ہے :

”اپنے رب سے دعا کرو کہ ہمارے لیے زمین کی پیداوار ساگ، ترکاری، گیہوں، لہسن، پیاز وال وغیرہ پیدا کرے“

”ساگ“ کے بعد یہ (۱) نشان ہے، پھر آپ نے ”ترکاری“ لکھا ہے۔ ”بقلمہا“ کا ترجمہ ”ساگ ترکاری“ ٹھیک ہے، مگر دونوں لفظوں کے درمیان یہ نشان (۱) محل غور ہے! آپ کے ترجمہ سے ایسا لگتا ہے کہ ”قشائہا“ کا ترجمہ آپ نے ”ترکاری“ کیا ہے، حالانکہ ”قشائہا“ ”مکڑیوں“ کو کہتے ہیں۔ شیخ الہند مولانا محمود الحسن نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے۔ عبد اللہ یوسف علی نے بھی ”قشائہا“ کو انگریزی میں (CUCUMBERS) لکھا ہے! ”بصل“ پیاز کو کہتے ہیں یا ”لہسن پیاز“ کو! ”لہسن“ قرآن کریم کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ پھر آپ کے ترجمہ میں ترتیب یوں ہو گئی ہے — ”پیاز دال وغیرہ“ حالانکہ ”پیاز“ آخر میں آنا چاہیے تھا — کیا ”وغیرہ“ کا اضافہ مفسرین نے کیا ہے؟

جواب : آپ نے میرے ترجمے کے جن الفاظ کی طرف توجہ دلائی ہے ان کے معانی کی تفصیل صراح (عربی سے فارسی لغت) اور فارسی ترجمہ مفتھی الارب سے درج ذیل ہے۔